

اوقات نازیبا بن جاتی ہے۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں کہ دوسرے مصرع میں "سے" کا لفظ عجب لطف رکھتا ہے اور بڑے محاورے کا لفظ ہے اور مصنف پہلے شخص ہیں جس نے اس مقام پر "سے" استعمال کیا، دوسرے شاعر اس طرح استعمال کیا کرتے ہیں :

اس قد کو اگر لے کے تو گلزار میں آدے

۳۔ لغات - گراں مایگی : بیش بہا ہونا۔

شرح : آنسو کے لیے بیش بہا ہونے کا فخر اسی صورت میں بجا سمجھا جاسکتا ہے، جب جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر لہو رونے والی آنکھ سے بہنے لگے، یعنی وہ آنسو کس کام کا، جس میں جگر کا لہو نہ ہو۔

مرزا نے ایک اور جگہ بھی کہا ہے :

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل

جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

۴۔ شرح : اے ظالم محبوب ! مجھے گلے شکوے کی اجازت دے دے تاکہ تجھے میرے ستانے میں کچھ مزہ بھی آئے۔

مطلب یہ کہ میں شکایت کروں گا، تجھے یہ پتا چلے گا کہ تیرے ہاتھوں دکھ اٹھانے کا معاملہ کہاں تک پہنچ گیا ہے یا گلہ شکوہ سن کر تجھے غصہ آئے گا اور غصے میں مجھ پر سختی کرے گا۔ یہ قاعدہ ہے کہ ظلم و ستم کا معاملہ اسی وقت، پر لطف بنتا ہے، جب ایک طرف شکایت ہو اور دوسری طرف سختیاں کی جائیں۔ اگر سختیوں کو چپ چاپ صبر سے برداشت کر لیا جائے تو کچھ لطف نہ ہوگا۔ اس معاملے میں گرمی اور ہنگامہ خیزی صرف گلے شکوے ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں کہ اس زمین کا حاصل اس شعر میں آگیا۔